© rasailojaraid.com

پروفیسر ساجد میر۔ ایم۔اے

برکاتِ صیام

صوم کے لفظی معنی امساک، رکنے اور چپ رہنے کے ہیں[1]۔ شرعی اصطلاح میں صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک بنیادی خواہشات، کھانا پینا اور جنسی تعلقات سے رضائے الٰہی کے لیے رکنے کا نام صوم اور روزہ ہے۔

روزہ، اسلام کے ارکانِ خمسہ میں تیسرا اہم رکن ہے۔ جس کا مقام توحید اور نماز کے بعد آتا ہے۔ مگر ایک عبادت کے طور پر روزہ کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ اسلام سے پہلے بھی یہ کسی نہ کسی شکل میں مذاہبِ عالم کا جزو رہا ہے۔ اس لیے قرآنِ عزیز نے فرمایا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ [2]	جیسے پہلی امتوں پر روزے فرض کیے گئے تھے اسی طرح تم پر بھی کیے جاتے ہیں۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا[3] میں ہے۔

"ہم مشکل کسی ایسے مذاہب کا نام لے سکتے ہیں جس میں روزے کی اہم حیثیت تسلیم نہ کی گئی ہو۔"

اسلامی روزہ اور دیگر مذاہب

اس طرح روزہ اگرچہ سارے مذاہب کا رکن ہے مگر اسلام نے دیگر عبادات کی طرح اس اہم عبادت کے بارے میں بھی اپنا تکمیلی کارنامہ انجام دیا اور روزہ کے مروج طریقوں میں قابلِ قدر اصلاحات کیں[4]۔

---

[1] لسان العرب [2] بقرہ [3] ARTICLE ON FASTING [4] مفصل بحث کے لیے دیکھیے سیرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)، از سید سلیمان ندوی۔ ج ۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان میں سے اہم اور بنیادی اصلاحات مختصراً حسب ذیل ہیں:

۱۔ اعتدال

قدیم چینی مذاہب مسلسل کئی کئی ہفتوں کا روزہ تجویز کرتے تھے۔ اسی طرح عیسائی راہب اور ہندو جوگی بھی بھوک کے مسلسل "چلے" کاٹنے کے قائل تھے۔ ادھر پارسیوں اور ہندوؤں کا روزہ یہ تھا کہ غلہ اور گوشت سے پرہیز کرو مگر پھل وغیرہ کھاتے چلے جاؤ۔ اسلام نے درمیانی راستہ بتلاتے ہوئے ایک طرف صبح سے شام تک کھانے پینے کی کلی ممانعت کر دی اور دوسری طرف یہ بھی کہہ دیا:

- ایاکم والوصال — مسلسل کئی دن کا روزہ رکھنا منع ہے۔
- لا صام من صام الدھر — ہمیشہ روزہ رکھنے والے کا سرے سے کوئی روزہ نہیں ہوتا

حدیث میں افطار میں جلدی کرنے کی جو تاکید فرمائی گئی ہے، اس میں بھی افراط و تفریط سے بچ کر جادۂ اعتدال کی نشاندہی کی حکمت پوشیدہ ہے۔ فرمایا:

لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر — لوگ تعجیلِ افطار کی راہِ اعتدال پر گامزن رہیں گے تو ان میں خیر کا وجود باقی رہے گا۔

۲۔ عمومیت

پہلے روزہ کسی خاص جماعت یا افراد پر فرض ہوا کرتا تھا۔ مثلاً قدیم ہندوؤں میں برہمنوں کے لیے اور یونانیوں میں عورتوں کے لیے روزہ فرض تھا مگر اسلام نے اپنے سارے عاقل، بالغ اور صحت مند پیروکاروں کے لیے اس اہم عبادت کو ضروری قرار دیا تاکہ اس کے فیوض و برکات سے سارے طبقات متمتع ہوں نیز کسی ایک طبقہ کو اس کا پابند کر کے باقی کو کھلی چھٹی نہ مل سکے۔

۳۔ استثناء

عمومیت کے ساتھ ساتھ استثنائی صورتوں میں روزہ کے التوا یا کلی معافی کی گنجائش بھی رکھی گئی اور مریض، مسافر اور بوڑھے نیز حاملہ، مرضعہ اور حائضہ عورت کو روزہ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ اس کے بالکل برعکس یہودی شریعت میں یہ سخت حکم بھی شامل تھا کہ اگر کوئی پردیسی مسافر روزے کے دنوں میں تمہارے ہاں آئے خواہ وہ غیر یہودی ہی کیوں نہ ہو اسے اپنے ساتھ روزہ رکھواؤ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۔ نسیان کی معافی

ایک اصلاح یہ بھی ہوئی کہ بھول چوک سے کھانا پینا معاف کر دیا۔ حدیث[1] میں ہے:

من اکل او شرب ناسیا فانما ھو رزق اللہ — بھول چوک سے کھانے والا یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی مہمانداری کی ہے۔

۵۔ زیب و زینت کی اجازت

یہودیوں میں روزے مصائب و آلام کی یادگار کے طور پر رکھے جاتے تھے۔ اس لیے تورات میں روزے کے لیے "نفس کو دکھ دینے" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ یہودی روزہ کے دنوں میں جائز قسم کی زیب و زینت سے بھی پرہیز کرتے اور خود پر اداسی و غمگینی طاری کر لیتے۔ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ تک یہ ذہنیت ریاکاری کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اس لیے انہوں نے بھی انجیل میں اس پر خوب تنقید کی ہے[2]۔ اسلام نے اس رجحان کو ختم کرنے کے لیے واضح ہدایات دیں اور بتایا کہ غسل، تیل لگانا، کنگھی کرنا، سرمہ لگانا اور صاف ستھرا بنا رہنا روزے کے منافی نہیں بلکہ محمود و مرغوب افعال ہیں۔

۶۔ وقت کا تعین

اس بنیادی عبادت میں اجتماعیت کا رنگ پیدا کرنے کی خاطر اسلام نے اس کے لیے ایک مہینہ مقرر کر دیا۔ شاہ ولی اللہؒ نے خوب لکھا ہے کہ:

> روزہ اصلاحِ نفس کا ایک تریاق اور دوا ہے اور بطور دوا ہی کے اس کا استعمال مناسب ہے۔ اگر صیام کے لیے دو چار ہی دن مخصوص کیے جاتے تو دوا کا اثر ظاہر نہ ہوتا اور اگر بہت زیادہ دن اس کے لیے رکھے جاتے تو روزہ جسم کو بالکل کمزور کر دیتا اور بجائے فائدہ کے نقصان دیتا۔ لہٰذا صرف ایک مہینہ اس مقصد کے لیے مقرر کیا گیا اور مہینہ وہ چنا گیا جس میں قرآن عظیم کا نزول شروع ہوا تھا تاکہ اس تریاقِ نفس کا کتابِ ہدایت سے تعلق قائم و دائم رہے۔

۷۔ قمری حساب

ماہِ صیام کا تقرر عام مذاہب کی طرح شمسی حساب سے نہیں بلکہ قمری حساب سے کیا گیا۔ تاکہ مسلمان موسموں میں مجاہدہ اور تربیتِ نفس کی تکمیل کر سکیں۔ نیز ہر جگہ اور ہر زمانہ میں لمبے چوڑے حساب میں

---

[1] جامع ترمذی [2] انجیل متی: پہاڑی کا وعظ [3] حجۃ اللہ البالغہ۔ ج ۲۔ فصل در اسرارِ صیام۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی بجائے ہر خاص و عام اپنے اپنے علاقہ میں رؤیت ہلال کی بنیاد پر روزہ رکھ سکے۔

تاریخِ فرضیت

روزہ لذاتِ جنسیہ کی افراط کا روحانی علاج ہے۔ اس لحاظ سے مکہ میں نہ اس کی خاص ضرورت تھی نہ گنجائش۔ وہاں تو پہلے ہی شدائد و مصائب کے طوفان تھے۔ لذاتِ حسیّہ کہاں؟ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو ایک تو مصائب و مظالم سے آزادی نصیب ہوئی۔ دوسرے انصار کے ایثار اور فتوحات کے سلسلے نے ان کی مفلسی کو تونگری سے بدل دیا۔ انہی حالات میں اصلاح و تربیتِ نفس اور تونگری کے ممکنہ مفاسد کی روک تھام کے لیے روزہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ ۲ھ میں روزے فرض کیے گئے۔ حافظ ابن قیمؒ نے فرضیتِ صیام پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"اس نسبتاً مشکل عبادت کا فرض کرنا وسطِ اسلام ہی میں مناسب تھا۔ جب کہ لوگ توحید، نماز وغیرہ دوسرے ارکان و احکام کے عادی ہو چکے تھے"[1]

اسرار و فضائلِ صیام

۱۔ تقویٰ و تزکیہ:

قرآن نے روزہ کا بنیادی مقصد لعلکم تتقون بتلایا ہے[2] دراصل کھانے پینے اور جنسی ضروریات کا حد سے زیادہ توسع و تفنن ہی بے شمار گناہوں کی جڑ بنتا ہے۔ گناہ پر قابو پانے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خواہشات کو یکسر قلم فنا کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کی جائے اور دوسرا یہ کہ انہیں حدِ اعتدال کے اندر رکھا جائے اور ضرورت کے وقت انہیں دبانا سیکھا جائے۔ اسلام نے تزکیہ نفس کے لیے دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے جو معتدل بھی ہے اور فطری بھی۔

عثمان بن مظعونؓ نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رہبانیت کی اجازت طلب کی تو یہ بھی عرض کیا:

ائذن لنا فی الاختصاء	ہمیں اپنی مردمی قوت زائل کرنے کی اجازت دیجیے تاکہ ہم گناہ کی طرف مائل ہی نہ ہو سکیں۔

آپؐ نے فرمایا:

---

[1] زاد المعاد، ج ۱ [illegible] اس موضوع پر تفصیلی بحث کے لیے [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"نہیں، روزے رکھو، یہ کافی ہے۔"

عثمانؓ بن مظعون کے علاوہ عام نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے بھی فرمایا:

"تم میں سے جسے وسائل میسر ہوں، جلد شادی کرلے۔ ورنہ روزہ رکھے فانہ لہ وجاء اس سے شہوت کی زیادتی ٹوٹے گی۔"

امام غزالیؒ روزہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

انہ قھر لعدو اللہ تعالیٰ لانہ یکسر الشھوات التی ھی آلۃ الشیطان

روزہ دشمنِ خدا (شیطان) کی خوب سرکوبی کرتا ہے کیونکہ یہ اسے اس کے بنیادی ہتھیار شہوت وخواہش سے محروم کردیتا ہے۔

۲۔ ضبطِ نفس اور قوتِ ارادی کی تربیت

روزہ صرف گناہوں کی جڑ "شہوت نفس" کو کمزور کرتا ہے بلکہ یہ ضبطِ نفس، صبر اور کنٹرول ایسی تربیت دیتا ہے جس کی بدولت گناہ کی چھوٹی موٹی شاخوں سے بھی انسان کی حفاظت ہوتی اور اس کی قوتِ ارادی اتنی مضبوط ہوجاتی ہے کہ وہ کبائر کے علاوہ صغائر سے بچنا بھی سیکھتا ہے۔ روزہ خصوصاً جھوٹ، غیبت، لڑائی جھگڑا جیسے روزمرہ اور عمومی گناہوں سے بچنے کی مشق کراتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ

اگر کوئی جھوٹ کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی حاجت نہیں کہ وہ (صرف) اپنا کھانا پینا ہی چھوڑے رکھے۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

"روزہ دار سے اگر کوئی گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کرے تو وہ یہ کہہ کر لڑائی سے کنارہ کشی کرلے کہ میرا تو روزہ ہے۔ ان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم۔"

ایک اور حدیث میں روزے کو جہنم سے بچاؤ کے لیے ایک ڈھال قرار دیتے ہوئے فرمایا:

لہ کتاب الاربعین فی اصول الدین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"روزہ دار کو اس "ڈھال" میں جھوٹ، غیبت وغیرہ سے "سوراخ" نہ کرنا چاہیے۔

الصیام جنة فلا یخرقها۔

۳۔ نیکی کی طرف رجحان

روزہ نہ صرف سلبی طور پر خواہشات پر کنٹرول اور گناہوں سے بچنا سکھاتا ہے بلکہ مثبت طور پر نیکی کی طرف رغبت میں اضافہ کر دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان نے اس حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے کہ رمضان کے شروع میں اللہ کی طرف سے ایک منادی یوں پکارتا ہے:

یا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر — اے نیکی کے طلبگار آگے بڑھ اور خوب نیکیاں کر اور اے بدی کے چاہنے والے! اب رک جا۔

عام تجربہ و مشاہدہ بھی یہی ہے کہ روزوں میں نماز، نوافل، تلاوت، سخاوت وغیرہ کی طرف توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور برائی کی طرف رجحان میں ایک قدرتی کمی محسوس ہوتی ہے۔ یہ دراصل روحانی اثر ہوتا ہے اس واقعہ کا رمضان میں:

فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشياطين — جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جہنم کے در بند ہو جاتے ہیں اور سرکش شیطان قید و بند میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔

۴۔ روحانیت اور تبتل الی اللہ میں اضافہ

اکل و شرب اور جنس کے تقاضے اگرچہ قدرتی ہیں تاہم ان میں زیادہ مشغولیت انسان کی قوتِ روحانی و ملکی کو کمزور کرتی ہے۔ ان ضروریات کو ختم تو نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم روزہ ان چیزوں میں طبیعت کے انہماک کو کم کر کے روحانیت کو خوب بلند کرتا ہے۔ روحانیت و ملکوتیت کے حصول کے لیے روزے کی افادیت اتنی زیادہ ہے کہ جلیل القدر انبیائے کرام کو بھی فیض نبوت یا اعلیٰ مدارج ملنے سے قبل اس مرحلے سے گزرنا پڑا۔ موسیٰ و عیسیٰ نے چالیس چالیس دن کے روزے رکھے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تاج نبوت عطا ہونے سے پہلے غارِ حرا میں تقلیل غذا کے ذریعے روحانی تربیت حاصل کرتے رہے تھے۔۔۔۔ روزوں سے تبتل الی اللہ اور روحانیت کو جو نسبت ہے۔ اس کا بھرپور اظہار رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی صورت میں ہوتا ہے۔ جب کہ معتکف گھر بار سے عارضی طور پر الگ ہو کر اللہ کے گھر میں اس سے لو لگا کر بیٹھ جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵۔ ایمان و اخلاص میں ترقی

روزہ خدا کی رضاجوئی سکھاتا ہے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ اسی طرح وہ ایمان میں بھی اضافہ کرتا ہے اس لیے کہ وہ بجائے خود "ربعِ ایمان"[1] کا درجہ رکھتا ہے۔ الصوم نصف الصبر والصبر نصف الایمان۔

۶۔ ایثار کی تربیت

روزہ ہمیں محتاجوں، غریبوں اور فاقہ کشوں کی بھوک اور مصیبت کا احساس دلاتا ہے۔ اسی لیے زبانِ نبوت[2] نے ماہِ رمضان کا ایک نام "شہر مواساۃ" (ہمدردی کا مہینہ) بھی رکھا ہے۔ خود آپ رمضان میں معمول سے زیادہ سخاوت کرتے اور اجود من الریح المرسلۃ بن جاتے۔ سید سلیمان ندوی نے ابن قیم کے حوالے سے خوب لکھا ہے کہ سوزِ جگر سمجھنے کے لیے سوختہ جگر ہونا ضروری ہے۔ روزہ کی حالت میں غریب کی بھوک اور حاجت مند کی ضرورت کا احساس بہتر طور پر ہوتا ہے۔

۷۔ صبر و جفاکشی

روزہ ہمیں مشکلات و شدائدِ حیات برداشت کرنے کی عادت بھی ڈالتا ہے اور جہاد (قتال) و جہادِ اکبر (جہادِ نفس) دونوں کے لیے تیار کرتا ہے۔

۸۔ جسمانی اصلاح

طبی طور پر بھی روزہ مختلف عوارض کی اصلاح میں معاون ہے۔ یہ جسم کے رطوباتِ فاسدہ کو خارج کرکے اسے کئی بیماریوں سے بچاتا ہے۔

۹۔ دیگر فضائلِ ماثورہ

روزہ چونکہ اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ اس لیے اس پر بے پایاں و بے حساب اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔ حدیث[3] میں خدا کا فرمان منقول ہے کہ:

"عام نیکی ۱۰ سے ۷۰۰ گنا تک بڑھتی ہے مگر الصوم لی وانا اجزی بہ[4] روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں بنفسِ نفیس اس کا اجر دوں گا۔"

قرآنِ عزیز نے بھی فرمایا:

---

[1] غزالی: احیاء العلوم [2] صحیح مسلم [3] مشکوٰۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳۹)

صبر کرنے والوں کو بے حد و حساب اجر دیا جائے گا۔

ہ روزہ اللہ کا خصوصی طور پر پسندیدہ عمل ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا:

لخلوف فم الصائم احب الی اللہ من ریح المسک له

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو بوئے مشک سے بھی زیادہ پسند ہے۔

یہ خصوصی پسندیدگی اور بے پایاں اجر کا وعدہ اس لیے ہے کہ روزہ میں اخلاص اور ریا سے آزادی بہت ہے۔ ابن حجر نے درست لکھا ہے:

لیس فی الصیام ریاء

روزہ میں ریاکاری کا دخل نہیں۔

ایک اور حدیث[۲] میں روزہ کو نجات کا ضامن عمل قرار دیا گیا ہے۔ ابو امامہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

مرنی بعمل یدخلنی الجنۃ

مجھے کسی ایسے عمل کا پتہ بتائیں جو مجھے سیدھا جنت میں لے جائے۔

آپؐ نے فرمایا:

علیک بالصوم فانه لا عدل له

روزہ کو لازم پکڑو اس کے برابر کوئی عمل نہیں

حدیث صحیحین میں بھی روزہ کو مغفرت کا نسخہ قرار دیا گیا ہے:

من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه

جو شخص رمضان کے روزے از روئے ایمان اور بنیت ثواب رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

روزے دار کی قبولیتِ دعا

حدیث میں آتا ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی:

۱۔ روزہ دار کی افطار کے وقت۔

۲۔ عادل بادشاہ کی

ا بخاری، له فتح الباری، ٢ مسند احمد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۔ مظلوم کی جس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ:

"میں ضرور تیری امداد کروں گا گو (کسی مصلحت) اسے کچھ دیر ہو جائے"۔[1]

ایک اور حدیث میں یوں آتا ہے:

ان للہ تبارک و تعالیٰ عتقاء فی کل	رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ تعالیٰ کے
یوم و لیلۃ یعنی فی رمضان و ان لکل	ہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑ دیے جاتے ہیں
مسلم فی کل یوم و لیلۃ دعوۃ	اور ہر مسلمان کے لیے ہر شب و روز میں ایک دعا
مستجابۃ	ضرور قبول ہوتی ہے

بہت سی روایات میں روزے دار کی دعا کا قبول ہونا وارد ہوا ہے۔ ترمذی کی مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے مگر ہم لوگ اس وقت کھانے پر اس طرح گرتے ہیں کہ دعا مانگنے کی فرصت تو کہاں؟ خود افطار کی دعا بھی یاد نہیں رہتی۔

افطار کی دعائیں یہ ہیں:

۱۔ اللھم لک صمت و علی رزقک افطرت ذھب الظماء و ابتلت العروق وثبت الاجر انشاء اللہ [2]

ترجمہ: الٰہی میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق ہی سے افطار کرتا ہوں۔ الحمدللہ پیاس جاتی رہی، طبیعت سیر ہو گئی اور اجر بھی ثابت ہو گیا۔

۲۔ اللھم انی اسئلک برحمتک التی وسعت کل شیٔ ان تغفرلی ذنوبی [3]

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے بوسیلہ تیری رحمت واسعہ کے جس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے، سوال کرتا ہوں کہ تو میرے تمام گناہوں سے درگذر فرما۔

یہ متوخر الذکر دعا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص پڑھا کرتے تھے۔

برکاتِ رمضان

ماہِ صیام اپنے جلو میں بے شمار فیوض و برکات لے کر آتا ہے اور اس مبارک مہینہ کے روز و شب

---

[2] ابوداؤد ص ۳۲۵ [3] بیہقی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مومنوں کو اجر و ثواب لوٹنے کے وسیع و نادر مواقع فراہم کرتے ہیں۔ دن کے وقت وہ روزہ سے رہتے ہیں اور ات قیام و تلاوت میں گزار کر وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا کی تصویر بنتے ہیں۔ اسی قیام یل کے بارے میں حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه [1] — جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتیں قیام میں گزارے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

قیامِ شب کے علاوہ بھی رمضان کا تلاوتِ قرآن سے گہرا تعلق ہے کیونکہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (قرآن کا نزول اسی مبارک مہینہ میں شروع ہوا) اس لیے مومنین صائمین دن کے ت روزہ کی حالت میں بھی تلاوت کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ حدیث میں بھی فرمایا گیا:

الصیام والقرآن یشفعان للعبد — روزے اور قرآن دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ یہ شفاعت عند اللہ مقبول ہوگی۔

رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف جیسی للٰہیت و تبتل سے بھرپور عبادت کا موقع فراہم کرتا ہے جس میں ...ف خدا سے مانگنے کے لیے اس کے گھر ہی میں ڈیرا لگا لیتا ہے اور وہ یقیناً ایسا کریم ہے جو گھر پر آئے سوالی ...الی نہیں لوٹاتا۔ اعتکاف کے روزہ و شب نوافل، اذکار، تلاوت اور یادِ خدا میں گزار کر معتکف ایمان ...ذاتی اور روحانیت و عملی زندگی کی بھرپور تربیت حاصل کر کے حجرۂ اعتکاف سے باہر آتا ہے۔ حضور صلی اللہ ...وسلم کے فرمان کے مطابق وہ اس اثنا میں گناہوں سے تو محفوظ رہتا ہے اور جو نیکیاں وہ باہر نکل کر نہیں ...تا وہ بھی اس کے حق میں لکھی جاتی ہیں یعتکف الذنوب ویجزی له من الحسنات کعامل ...سنات [2]

اسی عشرہ میں ایک رات وہ بھی آتی ہے جو شبِ قدر سے موسوم ہے اور جس کے متعلق قرآن نے ...رمایا:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ [3] — اس رات کی عبادت ایک ہزار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔

...حیحین [1] ابن ماجہ [2] القدر [3]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والتمسوها فی العشر الاواخر[1] — اس رات کو عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں
والتمسوها فی کل وتر[1] — تلاش کرنا چاہیے

اور اگر مل جائے تو دعائے مغفرت اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنی کثرت سے پڑھنی چاہیے[2]

اس شب جبریل اور دیگر فرشتے اللہ کا ذکر کرنے والے ہر قائم و قاعد کے لیے خصوصی دعا کرتے ہیں کہ

یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر اللہ عز وجل

برکاتِ رمضان کا حسنِ خاتمہ عید الفطر اور عید رات پر ہوتا ہے عید رات بھی اللہ کی خصوصی رحمتوں کے نزول کی امین ہوتی ہے۔ لہٰذا اس میں بھی ذوق و شوق سے عبادت و دعا کرنی چاہیے۔ اسی شب کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یغفر لامته فی اخر لیلة فی رمضان[3] — اس رات آپ کی امت کو عام بخشش سے نوازا جاتا ہے۔

اس کی وجہ آپ نے یہ بتائی کہ:

العامل انما یوفی اجره اذا قضی عمله — مزدور جب اپنی مزدوری پوری طرح کرلے تو اس کو اجرت و انعام سے نوازا جاتا ہے۔

یہی بات عید کے روز بھی رب العزت اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے[4]:

یا ملائکتی ما جزاء اجیر وفّی عمله[5] — اس مزدور کا بدلہ کیا ہے جو اپنی ڈیوٹی پوری طرح انجام دے وہ عرض کرتے ہیں، "الٰہ العالمین اسے پورا اجر ملنا چاہیے"۔ اس پر اللہ تعالیٰ اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر بندوں کو فرماتا ہے:

قد غفرت لکم و بدلت سیاٰتکم حسنات — میں نے نہ صرف تمہیں بخش دیا بلکہ تمہاری برائیوں کو بھی نیکیوں سے تبدیل کر دیا۔

فیرجعون مغفورا لهم اس طرح روزہ دار مومن عید گاہ سے اس حال میں واپس آتے ہیں کہ ان کے گناہ دھل چکے ہوتے ہیں۔ اللهم اجعلنا منهم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی جملہ برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق دے۔

---

[1] صحیح بخاری [2] صحیح مسلم [3] جامع ترمذی [4] مشکوٰۃ [5] مشکوٰۃ بحوالہ مسند احمد [6] مشکوٰۃ بحوالہ شعب الایمان

© rasailojaraid.com